تنقید و تبصرہ

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی ــ شخصیت و سیرت

مرتب: ڈاکٹر ابو سلمان سندھی (شاہجہان پوری)

ناشر: مولانا عبید اللہ سندھی اکیڈمی - علی گڑھ کالونی - کراچی ۴۱

صفحات: ۱۳۶، ــــ قیمت: ۶۶ روپے

تبصرہ: پروفیسر انوار احمد

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری نے جواب اپنے آپ کو سندھی کہلاتے اور لکھتے ہیں، امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی کے پچاس سالہ یوم وفات کی تقریب سے اردو، انگریزی اور سندھی میں کتابوں اور اخبار ورسائل کے خصوصی نمبروں کی اشاعت اور مختلف شہروں میں سمیناروں کے انعقاد کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس سلسلے میں کئی رسائل کے نمبر شائع ہوئے، کراچی میں ایک سمینار کا انعقاد بھی عمل میں آیا جس میں پڑھے جانے والے مقالات کا مجموعہ چھپ رہا ہے۔ دو کتابیں شیخ الہند محمود الحسن ــ ایک سیاسی مطالعہ اور کلیات شیخ الہند کے نام سے بطور یادگار مولانا سندھی شائع ہو چکی ہیں۔ اب یہ تیسری کتاب سندھی زبان میں شائع ہو چکی ہے

مولانا سندھی نہ صرف جنگ آزادی وطن کے صف اول کے رہنما تھے، انھوں نے اپنے پیچھے اردو، سندھی اور عربی میں تفسیر قرآن کا عظیم الشان اور اسلامی تاریخ وافکار میں نہایت فکر انگیز ذخیرہ اور اپنے کئی نامور تلامذہ یادگار چھوڑے تھے۔ جنہوں نے ہر طرح کے نامساعد حالات میں بھی اپنی تصنیفات وتالیفات اور اخبار ورسائل میں تحریر ونگاوش کے ذریعے عبید اللّٰہی فکر کے چراغ روشن رکھے ہیں۔

اگرچہ مولانا سندھی کے تلامذہ کا دائرہ ہندوستان پاکستان سے لے کر شمال مغربی ایشیا اور افریقہ و یورپ تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کی تعداد کا ابھی تک کوئی اندازہ نہیں لگایا گیا ہے۔ سندھ میں ان کے تلامذہ میں مولانا دین محمد وفائی، مولوی حکیم محمد معاذ، مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی، مولانا عزیز اللہ جروار مولوی شیخ عبد المجید امجد سندھی بہت نامور ہیں۔ سردار محمد امین خان کھوسو اگرچہ اس طرح تو مولانا کے

شاگرد نہیں کہ انہوں نے کوئی کتاب سبقاً سبقاً پڑھی ہو یا درس قرآن میں مولانا کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا ہو، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مولانا سندھی کی انقلابی شخصیت اور افکار سے سب سے زیادہ انہیں کے قلب اور ذہن نے اثر قبول کیا تھا۔ مولانا کے یہ تمام تلامذہ سندھی زبان کے ادیب اور مصنف بھی ہیں۔

زیر نظر مجموعہ مولانا سندھی کے انہی تلامذہ کی یادگار تحریروں پر مشتمل ہے۔ ان مضامین میں مولانا سندھی کی شخصیت، سوانح، سیرت اور افکار و خدمات کا ہر پہلو پوری وضاحت کے ساتھ آگیا۔ ادبی نقطۂ نظر سے بھی ان تحریروں کا جمع ہوجانا ایک خدمت تھی اور مولانا سندھی کی شخصیت کے مطالعہ میں تو ان مضامین کی بنیادی حیثیت ہے۔ مولانا سندھی کے قرب و تعلق کی بنا پر ان حضرات کو جو معلومات حاصل تھے وہ کسی اور ماخذ میں تلاش نہیں کیے جا سکتے۔ یہ مضامین مولانا سندھی پر آئندہ تحقیق کی بنیاد رہیں۔ اس لئے ان کی ترتیب و اشاعت ایک بڑی علمی خدمت بھی ہے۔

کتاب میں مولانا سندھی کی چند نایاب تحریریں بھی شامل ہیں۔ ایک تحریر "بیت الحکمت" جامعہ ملیہ دہلی کے تعارف میں ہے، دوسری تحریر میں سندھ ساگر انسٹی ٹیوٹ کے منصوبے اور مقصد کا تعارف کرایا گیا ہے۔ لیکن تیسری تحریر سب سے اہم ہے اور پہلی بار اس کتاب میں شامل کی گئی ہے۔ یہ ہے "مولانا سندھی کی کہانی اُن کی اپنی زبانی ـــ ولادت سے اظہار اسلام تک"۔ مولانا کے اظہار اسلام کے بعد کے حالات تو کم و بیش دستیاب تھے لیکن خاندان کے اور بالکل ابتدائی حالات تک ابھی تک کسی کی رسائی نہ ہوئی تھی۔ یہ ایک ارمغان ہے۔ امید ہے کہ مولانا سندھی سے ارادت اور ان کے مطالعہ کا ذوق رکھنے والوں میں بہت پسند کیا جائیگا۔

اس کتاب کے فاضل مرتب ڈاکٹر ابو سلمان نے جنہیں سندھ کی سیاسی تاریخ، تہذیب، شخصیات سے خاص دلچسپی ہے، یہ جدت کی ہے کہ پیش لفظ اردو میں لکھا اور مولانا سندھی کی شخصیت اور سیرت کے محاسن اور ان کے افکار کی اہمیت اور موجودہ دور میں ان کی معنویت پر بہت پر زور اور انگیز اسلوب تحریر میں روشنی ڈالی ہے۔ امید ہے کہ اس کتاب سے نہ صرف سندھی قارئین کرام ہی لطف اندوز ہوں گے بلکہ اردو قارئین میں بھی یہ کتاب پسند کی جائے گی۔

کتاب کمپیوٹر کی کتابت میں سفید کاغذ پر چھپی ہے کتاب مجلد ہے اور رنگین خوبصورت ڈسٹ کور سے مزین ہے۔